رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عاں

قیمت فی پرچہ (۲)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن
ہفتہ وار
مملکت
ایڈیٹر
میر حسن الدین بی۔ اے ایل ایل۔ بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۵۱

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عاں

قیمت فی پرچہ (۲)

نمبر ۷ | ۲ مارچ ۱۹۴۵ء شنبہ | ۱۷ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ | ۳۰ فروری ۱۳۵۴ف | جلد ۴

مسلم لیگ سے کمیونسٹوں کو
علحدہ کرنے کی تجویز

ہندوستان کی سیاست میں اشتراکیوں کی حیثیت بہت ہی عجیب حیثیت ہے۔ جغرافی لحاظ سے وہ ہندی ہیں، اعتقادی لحاظ سے روسی اور سیاسی اعتبارات سے وہ ایک ایسی شراب ہیں کہ جس بوتل میں ان کو ڈال دیجئے وہ اسی کا شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ایشیائی شاعروں کے محبوب ہزار شیوہ اور ہر شیوہ ہر کس مطابق معشوق کی طرح وہ ہر پلیٹ فارم ہر جماعت اور ہر گروہ میں رنگ بدلتے جاتے ہیں۔ ان کے پیش نظر کوئی اصول نہیں ہوتا بلکہ صرف حصول مقصد کا افادی نظریہ۔ اشتراکیت کا بنیادی طریق کار یہ ہے کہ اصل شے مقصود ہے وہ جس طریقے سے حاصل ہو اس طریق کو اختیار کر لینا چاہئے۔ [illegible]

جماعت کانگریس میں داخل ہو اور اس کی ہم نوا تھی اور اس جنگ کو سامراجی جنگ قرار دیتی تھی۔ مگر جونہی روس پر جرمنی کی جنگ چھڑی اشتراکی جماعت نے پلٹا کھایا [illegible] اس کے بعد جب ضرورت محسوس ہوئی تو مسلم لیگ [illegible] میں [illegible] اشتراکی جو صرف اس لئے مسلمان کہلاتے ہیں کہ اتفاق سے وہ [illegible] کے گھروں میں پیدا ہوگئے تھے مسلم لیگ میں داخل ہونے لگے۔ [illegible]

اشتراکی اثرات

[illegible]

صرف اتنا ہوا کہ مسلمان کہلانے والے اشتراکیوں کی گروپ مسلم لیگ پر [illegible] کی بجائے مسلم لیگ کے پیچھے چلنے لگیں۔ اور جب کسی شخص نے ان کے مذہبی معتقدات کی چھان بین کی تو انہوں نے پوری مومنانہ شان کے ساتھ کہہ دیا کہ ہم ویسے ہی پاک مسلمان ہیں جیسے دوسرے مسلمان۔ تاہم جب ہر مقام پر ان کے [illegible] اثرات نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا تو مسلم لیگ کے رہنماؤں کو اس مرض کی طرف توجہ [illegible] اس مرض کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ لیگ کے [illegible] کے لیڈروں کے خلاف [illegible] ایک قسم کی بغاوت کی رو [illegible] ہر جگہ کے نوجوان [illegible] لیگ کی لیڈری کو [illegible] سے دیکھنے لگے ہیں۔ اور [illegible] ان کے ہاتھوں پریشانی محسوس کرنے لگی ہے۔

[illegible]

مملکت ہفتہ وار

جلد ۲	۳۰ رفروردی ف	نمبر ۱۴

خوش خبریاں

ہز ایکسلنسی نواب صدر اعظم بہادر نے مجلس وضع قوانین کے حالیہ اجلاس کا افتتاح فرماتے ہوئے جو تقریر کی ہے اس کے اہم اقتباسات اس اشاعت میں کسی اور جگہ درج کئے گئے ہیں۔ نواب صاحب نے اس تقریر میں ملک کو متعدد خوش خبریاں سنائی ہیں جن میں سے ہم چند کو خود نواب صاحب کے الفاظ میں درج ذیل کرتے ہیں۔

(۱) واقعات نے ہمیں کچھ اس طرح مجبور کر دیا ہے کہ ہمارے فکر و خیال کی سابقہ راہیں بدل گئیں۔ مستقبل کی تنظیم و تعمیر میں ہم بیمانہ پر کام کر رہے ہیں وہ ہمارے گزشتہ خیال میں بھی نہ تھا۔

(۲) ہم سب کی خواہش ہے کہ ہم استقلال کے مرحل کو جلد طے کریں تاکہ ہم خود حیدرآباد کے تمام اور اسے انتخابی بنیادوں پر تمام ہوجائیں اور اس طرح حکومت سے مختلف مفادات کے زیادہ قریبی اشتراک کا امکان پیدا ہو۔

(۳) مسائل اغذیہ اور رسد کی حد تک ہم مشکل ترین دور سے گزر چکے ہیں اور امید کر سکتے ہیں کہ آنے والے سال سال ہائے گزشتہ سے بہتر ہوں گے۔

(۴) داخلی محاذ پر ہماری یہ کوشش ہوگی کہ مملکت آصفیہ جتنا جلد ہو سکے ایک سوشیل سروس اسٹیٹ کے صحیح نظریہ کے قریب ہو جائے۔ یعنی ایسی مملکت بن جائے جو ایک ترقی پذیر رعایا کی جملہ سماجی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ غربت، بیماری اور جہالت پر قابو پائیں۔

(۵) آئندہ ہمیں آمدنی کے نئے ذرائع پیدا کرنے پڑیں گے اور ساتھ ساتھ وسائل کو ترقی دینے کی کوشش بھی کرنی پڑے گی۔ اس طرح مستقبل میں حیدرآباد کے مختلف طبقات کو اس بات کا ثبوت دینے کا موقع ملے گا کہ ملک کی ترقی کی شاہراہ پر بڑھنے کے لئے ان کی واقعی خواہش مند رہے یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس شاہراہ پر ترقی کی قدم آگے قدم اٹھانے کے لئے ہمیں ایثار کیا ہوا ہو۔

(۶) طبقہ جاگیرداران کو عنقریب موقع دیا جائے گا کہ وہ چند ایسی تجاویز پر غور کریں جن کا منشا اس امر کا تعین کرنا ہے کہ جاگیرات میں کس حد تک انتظامی اور دیگر اصلاحی تدابیر نافذ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارا آئندہ لائحہ عمل کس حد تک جاگیرات پر حاوی ہو۔

(۷) ہمارا ہمیشہ سے یہ ایقان رہا ہے کہ اپنے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے ہم برطانوی ہند کو اس کے جائز توقعات کی تکمیل میں مدد دیں۔

فقرات بالا میں نواب صدر اعظم بہادر نے خارجی اور داخلی مسائل سے متعلق حکومت سرکار عالی کی آئندہ پالیسی پر نہایت خوش اسلوبی سے روشنی ڈالی ہے جس پر ہم ملک کو اور نواب صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا فقرات میں جو ترقی پذیر رجحانات کے حامل ہیں سب سے اہم فقرہ وہ ہے جس میں نواب صدر اعظم بہادر نے حکومت کے صحیح نظریہ کو متعین فرمایا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ حکومت کی یہ کوشش ہوگی کہ مملکت آصفیہ کو جس قدر جلد ممکن ہو ایک سوشیل سروس اسٹیٹ کے صحیح نقشہ پر ترتیب دیا جائے اور اس کو ایک ایسی مملکت بنایا جائے جو ایک ترقی پذیر رعایا کی جملہ سماجی ضروریات کو پورا کر سکے۔ تعلیم یافتہ طبقہ جانتے ہیں کہ عصر جدید میں مملکت سے متعلق "پولیس اسٹیٹ" کا قدیم تصور باقی نہیں رہا جس میں مملکت کا فرض صرف یہ تھا کہ امن قائم رکھے اور محصول وصول کرے۔ یہ قدیم تصور اب بدل چکا ہے۔ رعایا کی ہمہ جہتی ترقی اور اس کی سماجی ضروریات کی تکمیل اب مملکت کے فرائض میں داخل ہے۔ نواب صدر اعظم بہادر کی تقریر میں عصر جدید کے اس رجحانات کا عکس نظر آتا ہے۔ جہالت، افلاس اور امراض کا مقابلہ اور اپنے مستقبل کی ترقی پذیر مملکت کا اولین فرض ہے جس کی طرف حکومت سرکار عالی متوجہ ہے۔ نواب صاحب نے صحیح فرمایا کہ یہ مہم اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس ملک کے تمام طبقے محصولات ادا کرنے پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ طبقہ جاگیرداران سے نواب صاحب نے جن توقعات کا اظہار فرمایا ہے وہ دراصل اس طبقہ کی دیرینہ وفاداری کا امتحان ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ طبقہ اس امتحان میں پورا اترے گا۔ خارجی مسئلہ سے متعلق نواب صدر اعظم بہادر نے مختصر الفاظ میں حیدرآباد کے نقطۂ نظر کو پیش فرمایا ہے۔ اہل حیدرآباد ایک خوشحال اور باعزت زندگی کے مستحق ہیں۔ وہ قطعاً نہیں چاہتے کہ برطانوی ہند کی دستوری ترتیبوں کے راستے میں حائل ہوں۔ ہم بالآخر نواب صدر اعظم بہادر کو اس جامع تقریر پر دوبارہ مبارکباد دیتے ہیں۔

"دارالسلام" کا حادثہ

دارالسلام کے حادثہ سے متعلق مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کا مطبوعہ پمفلٹ ہماری نظر سے گزرا جس میں مولوی صاحب نے اجلاس منعقدہ ۱۳ر فروردی کی قرارداد کی توضیح یا توجیہ کی ہے۔

یہ امر ناقابل فہم اور ناقابل تسلیم ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین جماعت مرہب کے خلاف ہے۔ چند اشخاص کو ساری جماعت سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ مجلس نے بھی اپنی قرارداد میں جماعت مرہب سے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ مجلس ساری جماعت مرہب کے خلاف ہے۔

دارالسلام کا واقعہ دراصل ایک افسوسناک حادثہ تھا جو اس درجہ وسیع پذیر ہوا جس طرح کہ کسی مکان کو اچانک آگ لگ جاتی ہے۔ ہر سمجھدار شخص کی یہی کوشش اور خواہش ہوتی ہے کہ ایسی آگ جلد بجھا دی جائے۔ لیکن ہماری خواہش بھی یہی ہے کہ اس وقت کہ ایک حادثہ کو زیادہ اہمیت نہ دی جائے۔ رہا ان کا تعصب یا تعلق اس کے مرتکبین کو سزا دینے سے ان کا تصفیہ عدالت میں ہو سکتا ہے جس پر ہم رائے زنی کے اہل نہیں ہیں۔ ہمیں معاصر رہبر دکن کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ یہ حادثہ نہایت افسوسناک ہے لیکن یہ

اس کا رد عمل بھی اتنا ہی افسوس ناک ہے۔

اگرچہ نواب بہادر یار جنگ مرحوم کی بے وقت وفات کے پہلو سے ہم متفق نہ تھے لیکن ہم اس امر کے بھی قائل ہیں کہ ہم مرحوم کی طرز فکر اور رجحان طبیعت سے بھی واقف تھے اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس فروری کو نواب بہادر یار جنگ مرحوم دارالسلام میں موجود ہوتے تو یہ تکلیف دہ واقعہ پیش تو واقع ہی نہ ہوتا اور اگر ہو بھی جاتا تو نواب مرحوم بالکل مختلف انداز سے اس کو سلجھانے کی کوشش کرتے۔

ایک جانب حکومت سرکار عالی کی موجودہ مشنری پر مجلس کی بے اعتمادی کا اظہار کرنا اور دوسری جانب اسی حکومت سے ایک آزاد کمیشن کے تقرر کا مطالبہ کرنا ——— جیسا کہ مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کے پمفلٹ میں کہا گیا ہے ——— ایک ایسی غیر منطقی روش ہے جو نواب مرحوم کبھی اختیار نہ کرتے۔

ایک طرف چند عہدہ داروں کے خلاف جو اس حادثہ کے وقت موجود تھے فیصلہ صادر کر دینا اور ان کی برطرفی کا مطالبہ کرنا اور دوسری طرف انہی عہدہ داروں کے عمل یا ان کی بے عملی کی جانچ و تنقیح کے لئے ایک اور کمیشن کے تقرر کا مطالبہ کرنا مجلس کو ایک ایسی مضحکہ خیز پوزیشن میں ڈال دیتا ہے جو نواب مرحوم کے دور صدارت میں ناممکن تھا، کیونکہ فیصلہ صادر کرنے کے بعد کمیشن کا مطالبہ اس امر کے مترادف ہے کہ خود مجلس کو اپنے فیصلہ کی صحت پر پورا یقین نہیں ہے۔

نواب مرحوم حکومت سے اس بات کی خواہش کرتے کہ اس قضیہ سے متعلق سارے نزاعات کو ایک کمیشن کے سپرد کر کے جلد سے جلد تصفیہ کرا دے لیکن ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ذیل کا جملہ ان کی زبان یا قلم سے ہرگز نہیں نکل سکتا۔

"تاکہ یہ مقدمات اصطلاحی اور ضابطہ کی پیچیدگیوں میں پڑ کر اغراض انصاف کو ضائع نہ کر دیں۔"

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ابوالحسن سید علی جیسے تجربہ کار بزرگ نے ان الفاظ کے مضمرات پر غور کئے بغیر بات کی دوریں ایک ایسی بات کہہ دی ہے کہ اگر وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں تو بجز ندامت کے کوئی اور چارہ نہیں۔ ان الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ جو مقدمات ہماری عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں وہ اصطلاحی اور ضابطہ کی پیچیدگیوں میں پڑ کر اغراض انصاف کو ضائع کر دیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب سرکار عالی کی عدالتوں پر معترض ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ نواب مرحوم کبھی عدالت کے مرتکب نہ ہوتے۔

واقعہ یہ ہے کہ جوں جوں ہم مولوی صاحب کے پمفلٹ یا مجلس کی قرارداد پر غور کرتے ہیں

مولوی صاحب سے ہماری ہمدردی بڑھتی جاتی ہے یہ ہر شخص جانتا ہے کہ مولوی ابوالحسن سید علی نہایت سنجیدہ اور اعتدال پسند شخص ہیں لیکن تند جلا کرے نفسیات اجتماعی کا کہ ایک سنجیدہ شخص بھی جادۂ اعتدال سے ہٹ سکتا ہے کون نہیں جانتا کہ مجلس اتحاد المسلمین میں کچھ دوراندیش لوگ بھی ہیں اور نابخنہ یا شورش پسند لوگ بھی۔ ۲۸ فروری کی قرارداد اول الذکر گروہ کی شکست اور آخر الذکر کی شاندار فتح ہے۔

ہمیں امید ہے کہ حالت اشتعال میں مجلس نے جو قرارداد منظور کی یا جلسے ہیں جو غیر ذمہ دارانہ تقریریں ہوئیں انہیں مجلس کی سنجیدگی یا افادیت کا پیمانہ نہیں بنایا جائے گا۔ یہ چیزیں جو ہوتی تھیں مگر ہو گئیں۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ عامۃ المسلمین اور جماعت عرب کے باہمی تعلقات جلد سے جلد خوشگوار ہو جائیں گے اور کوئی بدمزگی باقی نہ رہے گی۔ اور شورش پسند عناصر نے مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کو جس بے ڈھب پوزیشن میں ڈال دیا ہے اس سے مجلس کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔

ہم ان اصحاب سے اپنی کامل ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں جنہیں اس حادثہ میں چوٹ آئی یا جنہیں مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ ان نقصانات کی پابجائی کے لئے عامۃ المسلمین کو فراخ دلی سے چندے دینے چاہئیں۔

آخر میں ہم حکومت کو مشورہ دیں گے کہ وہ ان عہدہ داروں سے جو اس موقع پر موجود تھے اس حادثہ کی ایک تفصیلی رپورٹ حاصل کرے کہ نقص امن کے انسداد کے لئے کیا تدابیر اختیار کئے گئے۔

تنگبھدرا پراجکٹ کا افتتاح

ہز ہائنس پرنس آف برار کا جواب سپاسنامہ

میں اپنے لئے اس کو ایک خصوصیت تصور کرتا ہوں کہ اعلیحضرت بندگانعالی کے ارشاد کی متابعت میں تنگبھدرا پراجکٹ کا افتتاح کروں۔ اور مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس دریا کے پانی کو روک کر کام میں لانے اور ساتھ ہی ساتھ دیگر متعلقہ اسکیمات کی تکمیل سے ایک ایسے دور کا آغاز ہوگا جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں زرعی اور صنعتی ترقیوں کے اہم امکانات کا ضامن ہوگا۔ ایسے رقبے جن کی آبیاری دریاؤں سے کی گئی ہو اور جنہوں نے قدرت کی عطا کردہ فراوانی سے استفادہ کر کے اپنے کو خوشحال بنایا ہو اکثر انسانی تہذیب کے

گہوارے رہے ہیں اور یہ ہر سبب یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ تنگبھدرا کا پانی خوشحالی پھیلا اور سرسبزی ان کی موجب ہوں گے کہ اور برقی قوت کو شہروں اور دیہاتوں میں عام کر کے ان علاقہ جات میں ایک نئی تہذیب اور آبادیات نیا معیار زندگی جاری کرے گا جن میں دیرینہ خشک سالی کے حالات اس وقت تک حکومت کے لئے موجب تشویش رہتے ہیں۔

اگرچہ کہ اس پراجکٹ کے مسئلہ کو ابتدا چھڑے ہوئے کئی سال گزر چکے ہیں تاہم مجھے خوش قسمتی سمجھنا چاہئے کہ تمام دشواریوں کو دوستانہ طور پر تبادلہ خیالات اور باہمی تعاون سے حاصل کرنے کے بعد یا تو مشترک ذخیرۂ آب اور متعلقہ علاقوں کے مابین تقسیم آب کے مسائل طے پا گئے ہیں۔ ہز ایکسلنسی گورنر مدراس کی مخلص دلچسپی اور اعانت آمیز نظریہ کے مرہون ہیں اور آج اس تقریب میں ہز ایکسلنسی کا خیر مقدم کرتے ہوئے مجھے بڑی مسرت ہے۔ وہ تمام عہدہ دار بھی پرخلوص تشکر کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنی محنت شاقہ سے پراجکٹ کو موجودہ نوبت پر لانے میں مدد دی ہے۔

میں خیر سگالی وفاداری اور احسان مندی کے جذبات کا اظہار آپ نے کیا ہے ان کو نہایت مسرت کے ساتھ اعلیحضرت بندگانعالی کی خدمت میں پہنچاؤں گا اور اب میں آپ کے ساتھ اس دعا میں شریک ہوں کہ اعلیحضرت بندگانعالی تا دیر سلامت باکرامت رہیں اور اپنی چشم مبارک سے ان خوش آئند نتائج کا ملاحظہ فرمائیں جو ان تمام اسکیمات کی تکمیل کے بعد حضور بندگانعالی کی حکیمانہ رہبری میں نافذ ہوتی ہیں ملک کی خوشحالی و فراوانی کی شکل میں رونما ہوں۔

اب میں بڑی مسرت کے ساتھ اس کتبہ کو بے نقاب کرتا ہوں جو اس پراجکٹ کی افتتاح کی یادگار میں قائم کیا گیا ہے۔

جامعات کا نصب العین

برطانوی ماہر تعلیم سر والٹر موبرلے کی تقریر

سر والٹر موبرلے نے جامعہ عثمانیہ کی سرپرستی میں ٹاؤن ہال میں منعقدہ جلسے میں تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کی جامعات کے ارتقاء اور ان کی کارکردگی کا ذکر کیا۔ نواب سر مہدی یار جنگ بہادر نے اس جلسہ کی صدارت فرمائی۔ اولاً سر والٹر نے اپنے دورہ ہندوستان پر تبصرہ کیا اور بعد ازاں انھوں نے بتلایا کہ انگلستان میں دو قسم کی جامعات ہیں ایک تو آکسفورڈ اور کیمبرج کی قدیم جامعات ہیں جن میں طلباء کی ایک کثیر تعداد تعلیم حاصل کرتی ہے یہ جامعات اپنی خصوصیات اور اپنے قدیم روایات کے باعث ممتاز مقام حاصل ہیں اور ان میں ہونے طلباء کی تعداد [illegible]

ضلع نلگنڈہ میں غلہ کی تقسیم کا انتظام

طریقہ امداد باہمی کا نفاذ اور مجالس فروخت کا قیام

ضلع نلگنڈہ کے دیہی علاقوں میں غیر زراعت پیشہ اشخاص کو اجناس خوردنی تقسیم کرنے کے لئے ایک نیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ غلہ کی تقسیم سے متعلق یہ انتظام غلہ کی فراہمی اور تقسیم دو حصوں پر مشتمل ہے۔ مجالس امداد باہمی کے توسط سے بڑے کاشتکاروں سے غلہ خریدا جاتا ہے اور پھر یہ غلہ مجالس فروخت کے ذریعہ چھوٹے کاشتکاروں اور غیر زراعت پیشہ اشخاص میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کام کی انجام دہی کے لئے اس ضلع میں مجالس فروخت بڑی تعداد میں قائم کی گئی ہیں۔ کئی مواضعات کو مجتمع کر کے متعدد حلقے بنا دئے گئے ہیں۔ اور ہر حلقہ کی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک ایک مجلس قائم کی گئی ہے چونکہ یہ طریقہ عمل بہت آسان اور کارآمد ہے اور پیداوار کی قلت کے زمانے میں خاص طور پر یہ مفید ثابت ہوتا ہے اس لئے یہ بہت مقبول ہوتا جا رہا ہے اور خیال ہے کہ بہت جلد یہ طریقہ ضلع نلگنڈہ کی دیہی معاشیات کی ایک مستقل خصوصیت بن جائے گا۔ چونکہ یہ طریقہ کامیاب رہا ہے اس لئے اب یہ تجویز ہے کہ اسے مقامی حالات کے مطابق کچھ ترمیم کے ساتھ دیگر ممالک محروسہ میں نافذ کر دیا جائے۔

پیداوار کی قلت والا علاقہ

بہ حیثیت مجموعی ضلع نلگنڈہ اجناس خوردنی بالخصوص جوار اور باجرہ کی پیداوار کے اعتبار سے کمی کا علاقہ ہے۔ چنانچہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ جب پیداوار اوسط درجہ کی ہوتی ہے تب بھی سالانہ ۶۰۰۰ تا ۷۰۰۰ ٹن جوار باجرہ اور چاول درآمد کرنا پڑتا ہے۔ اسی درآمد کا بیشتر حصہ تعلقہ جات نلگنڈہ، میریال گوڑہ اور دیورکنڈہ میں صرف ہوتا ہے۔

نقصان رساں رجحانات کی روک تھام

اگرچہ کہ حکم نگرانی اجناس خوردنی گزشتہ تین سال سے نافذ ہے لیکن اس کے تحت جو انتظام کیا گیا وہ جنگ (سنہ ۱۹۴۳ء) کے آغاز سے قبل پوری طرح عمل میں نہ لایا جا سکا۔ حصہ پیداوار کی زبردستی وصولی سے متعلق تدابیر اور بعض اجناس کی انتہائی قیمت کے تعین کی وجہ سے عوام ابتداً کچھ پریشان ہو گئے اور چونکہ ان تدابیر کی کامیابی سے تاجروں کی نفع اندوزی کا دروازہ بند ہو جاتا تھا اس لئے انہوں نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ ان تدابیر سے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلانے کے لئے پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ حکومت نے ان کے انسداد کی کوشش کی تھیں۔ ان تاجروں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نہایت جلد بازی سے غلہ کا ذخیرہ کرنا شروع کیا

آئندہ ضروریات کی کمی کا لحاظ کئے بغیر صرف کرنے کی بناء پر ایک صورت حال پیدا کر دی گئی جس سے حکومت کو ان دشواریوں کا مقابلہ کرنا تھا۔ چنانچہ اس نے زیادہ بہتر طریقہ کے اشتراک عمل سے عوام کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ان کا بنیادی مقصد ان کی ضروریات کی تکمیل ہے۔

مجالس فروخت کی افادیت

غلہ کی قیمت کے باعث جو غیر معمولی حالات پیدا ہو گئے تھے ان پر قابو پانے کے لئے یہ ضروری خیال کیا گیا کہ غلہ خریدنے کے ضرورت مند اشخاص کے لئے فراہم کرنے کا مناسب انتظام کیا جائے۔ چنانچہ اس کام کی انجام دہی کے لئے مجالس فروخت قائم کرنے کا تصفیہ کیا گیا۔ غلہ کی فراہمی کے ضمن میں پیش نظر رکھا گیا کہ مقامی بورڈ اور حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن سے غلہ حاصل کیا جائے۔ سنہ ۱۳۵۳ف میں ان مجالس کی تعداد دس تھی اور ان میں لگایا ہوا سرمایہ ۳۹،۱۹۰ روپے تھا۔ ان مجالس کو اس قدر کامیابی ہوئی ہے کہ انہیں موجودہ غذائی مشکلات ختم ہو جانے کے بعد بھی برقرار رکھنے کی تجویز ہے۔

سنہ ۱۳۵۳ف میں انتہائی نازک دور میں یہ مجالس حکومت اور عوام دونوں کے حق میں بہت مفید ثابت ہوئیں۔ ضلعی اسکیم کے تحت جو ۵۵۲۶۷ پلے جوار باجرہ وصول ہوا اس کے علاوہ جوار اور باجرہ ۳۹۰۰ پلے بیرون ضلع سے درآمد کر کے ان مجالس فروخت کے ذریعہ قیمت مقررہ پر تقسیم کیا گیا۔ فی الحال ان مجالس میں سے ہر ایک کے زیر نگرانی مواضعات کی تعداد دس سے کچھ کم ہے اور اس ضمن میں کوئی قطعی اصول نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ مقامی حالات مختلف ہیں۔ مجلس فروخت کا مقصد بالعموم کوئی ایسا مرکز قائم کرنا ہے جو اپنے حلقہ کا مرکزی اثر ہو۔

آسان طریقہ

غلہ کی تقسیم کے لئے ایک آسان طریقہ اختیار کیا گیا ہے جس کے مطابق سب سے پہلے تو متعلقہ عہدہ داروں اور مجلس موضع کے اراکین کی امداد سے کسی موضع کے ہر باشندے کی حقیقی ضروریات کا تعین کیا جاتا ہے اور پھر اسی مواد کی بناء پر تقسیم کی فہرست

مجالس فروخت کو غلہ فراہم کیا جاتا ہے۔ انفرادی طور پر غلہ فراہم کرنے کے لئے ہر ایک موضع میں دو دکانیں قائم کی جاتی ہیں جن پر متعلقہ مجلس فروخت نگرانی رکھتی ہے۔

مجالس فروخت کے صدر اپنے اپنے حلقے کے مواضعات کا دورہ کر کے مقامی حالات کا مطالعہ کرتے اور باشندوں کی ضروریات کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ لوگ عوام کو موجودہ صورت حال اور اس پر قابو پانے کے لئے حکومت کی اختیار کردہ تدابیر سے آگاہ کرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ اپنے دوروں کی رپورٹ بھی مرتب کرتے ہیں اور اسے مستقر ضلع میں واقع صدر دفتر کو بھیج دیتے ہیں۔ ضلع کے سرکاری اور غیر سرکاری اشخاص مشترکہ طور پر مجالس فروخت کے کام کی نگرانی کرتے ہیں اور اس کی جانچ کرنے کے لئے باقاعدہ طور پر دورہ بھی کرتے ہیں۔

مقامی شاخ بنا دینے کا خیال

ان مجالس کا کام اس قدر اطمینان بخش رہا ہے کہ عہدہ داران ضلع نے ان کو حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی مقامی شاخ بنا دینے کی سفارش کی ہے اور یہ تجویز بھی ہے کہ شکر، تیل، نمک اور معیاری کپڑا تقسیم کرنے کا کام بھی انہی کے سپرد کر دیا جائے۔

آئندہ پروگرام

چونکہ سال رواں میں دیہی علاقوں میں زیادہ وسیع پیمانے پر کام کرنے کی ضرورت ہے اس لئے یہ طے کیا گیا ہے کہ مجالس فروخت کی تعداد کو بڑھا کر اور تنظیم کر کے ان کا دائرہ عمل زیادہ وسیع کر دیا جائے۔ چنانچہ سال رواں میں اسی مقصد کے تحت ایک مہم جاری کی گئی جس کے نتائج بہت ہی اطمینان بخش نکلے ہیں۔ اب مجالس کی تعداد بڑھ گئی ہے اور امید ہے کہ ان کے سرمایہ میں بھی اضافہ ہوگا توقع ہے کہ ختم سال سے پہلے اس سرمایہ کی مقدار ۱۰ لاکھ روپے ہو جائے گی۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ عوام کے پورے اشتراک عمل کے بغیر ان مجالس کو وہ کامیابی نصیب نہ ہوتی جو اب حاصل ہوئی ہے۔ اس اشتراک عمل کی وجہ سے جو کامیابی ہوئی ہے وہ حوصلہ افزا ہے اور اس کے پیش نظر اس بات کا پورا یقین ہے کہ حکومت نے غذائی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے جو تدابیر اختیار کی ہیں ان کو کامیاب بنانے میں تمام اضلاع کے باشندے عہدہ داران ضلع سے پوری طرح تعاون کریں گے۔ ضلع نلگنڈہ نے ملک کے دوسرے اضلاع کے لئے مشترکہ جدوجہد کے فوائد کی ایک بہترین مثال قائم کر دی ہے اور امید ہے کہ وہ اپنے اس امتیازی مرتبہ کو آئندہ بھی برقرار رکھے گا۔

افلاس جہالت اور امراض کا انسداد

حکومت سرکار عالی کا مطمح نظر

ذیل میں ہز ایکسلنسی نواب صدر اعظم بہادر کی اس تقریر کے اہم اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جو آپ نے مجلس وضع قوانین کے افتتاح کے موقع پر فرمائی تھی

دنیا کی تقسیم اور جوں جوں [illegible] ابھی ابھی [illegible] مستقل تقسیم ہے [illegible] قائم ہوئی ہے اور [illegible] اس سلسلہ میں قائم کی گئی تھی [illegible] حقیقت شناس کا ایک نیا [illegible] پیدا کر دیا۔ [illegible] مالی [illegible] رفتار سے ہمیں [illegible] کی ضروریات [illegible] حالت [illegible]

ہماری حکومت [illegible] نہ صرف سماجی [illegible] تعمیر کے کاموں [illegible] جنگ کی تکمیل [illegible] اور داخلی [illegible] کے مسائل میں بھی [illegible] اس پر [illegible] مجلس [illegible] قیام [illegible] حکومت [illegible] کی [illegible] کے نمائندوں نے ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھا اور اس کا احترام کرنا سیکھا ہے [illegible] اہم مسائل [illegible] جاتے ہیں۔

[illegible] کے تحت اصلاح اور [illegible] مقامی حکومت کے [illegible] قائم ہو جانے سے [illegible] اشتراک عمل پیدا ہو گیا ہے [illegible] اصلاحات کے تحت [illegible] مختلف [illegible] کی ترتیب [illegible] بنیادوں پر قائم ہو جائیں [illegible] حکومت سے مختلف مفادات کے زیادہ [illegible] حکومت اور عوام کے [illegible] اشتراک عمل [illegible] کامیابی [illegible]

[illegible] کوششوں سے حل ہو سکتے ہیں حاصل ہوتی ہے تو میں اور حکومت کے نمائندوں کے مابین اس بڑھتے ہوئے اشتراک عمل پر مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور جو لوگ اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہمیشہ حقائق کو اپنے سامنے پاتے ہیں کہ حکومت [illegible] آمدنی اور [illegible] وسائل [illegible] اپنے مزاج [illegible] نہیں [illegible] دنیا کی معاشیات [illegible] حاصل کر سکیں [illegible] ہماری [illegible] سرکار عالی کی ضروریات [illegible] میدان [illegible] اور اس کی ایک مثال فراہمی غذا [illegible] جب گذشتہ مرتبہ آپ کو مخاطب کیا تھا تو اس وقت سے یہ مسئلہ کوئی [illegible] فصلوں کی [illegible] جب [illegible] وقت [illegible] موثر نہیں ہو سکتی [illegible] کی [illegible] کا طریقہ [illegible] عام [illegible] حقیقی پیداوار کا ایک حصہ حکومت کے ہاتھوں فروخت کر دے [illegible] بعض ضروری اجناس کی زیادہ سے زیادہ قیمت [illegible] کر دیا گیا اور ان کے [illegible] کا پروگرام [illegible] اجناس [illegible] حاصل [illegible] پیداوار [illegible] ہمسایہ [illegible] ہمسایہ ممالک کے [illegible]

اصول سے بھی قطع نظر ہم کو ہمیشہ [illegible] ریاست کی ضروریات [illegible] ہیں اور [illegible] بعض ضروری اشیاء کی فراہمی کے لئے ہم [illegible] ان ساری باتوں [illegible] علاوہ [illegible] اسباب کی [illegible] صرف [illegible] اس کے علاوہ [illegible] دیہات [illegible] اجناس کی فاضل مقدار [illegible] جہالت [illegible] اور [illegible] شہروں [illegible] مساوی [illegible] غیر متوازن [illegible] اور [illegible] حکومت [illegible] اجناس [illegible] سب سے مشکل [illegible] [illegible] حکومت [illegible] وقت [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بعض مقامی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حیدرآباد میں موجودہ [illegible] کے بعد [illegible] سکندرآباد کی [illegible] کے بعد بھی یہ [illegible] انگریزی زبان [illegible] کرتے ہیں۔

ہم ان صاحب کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ اس قدر جلد حیدرآباد کی [illegible] ان سے بہت خفا ہے محض اس بنا پر کہ ہم یہ اطلاع اس کا [illegible] شائع کر رہے ہیں [illegible] مذاق نہ کہیں۔ معاملہ واقعی ٹیڑھا ہے۔

بمبئی میں دودھ کے بیوپاریوں نے ایک ہی ہڑتال کی کہ جس کی وجہ سے پارلیمنٹ میں بھی اس کا ذکر آگیا [illegible] صرف یہ تھی کہ حکومت بمبئی نے بچوں اور دودھ پلانے والی ماؤں کی خاطر یہ حکم نافذ کیا کہ ہوٹلوں میں تازہ دودھ کے بجائے دودھ کا سفوف استعمال کیا جائے۔ اس حکم کی وجہ سے دودھ کا بازار سرد پڑ گیا۔ حکومت کو مرعوب کرنے اور عوام پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ سرکاری حکم غلط ہے دودھ کے [illegible] ہزاروں من دودھ [illegible] سڑکوں پر پھینک [illegible]

اگر حیدرآباد میں چاول اور نمک کے بیوپاری بھی یہی حرکت کر گذریں تو غریبوں کا کتنا بھلا ہوگا!

کیا یہ صحیح ہے کہ:۔

(۱) مجلس اتحاد المسلمین کا صرف [illegible] بن گیا ہے اور [illegible] نے [illegible] حاصل کر رکھا ہے؟

(۲) مجلس اتحاد المسلمین کا نام بدلنے کی تحریک کو اس لئے ٹال دیا گیا کہ کہیں [illegible] نہ ہو جائے!

(۳) [illegible] فلسفہ اور [illegible] شائع ہونے والے ہیں!

(۴) بعض [illegible] جو محض [illegible] کے دور کے حاکمی نظام پر تحقیقات کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ [illegible] تحریک عوام کے لئے [illegible] ہیں؟

(۵) مرزا [illegible] صاحب کی صدارت میں ایک کمیشن [illegible]

[illegible] کی آمدات کی پالیسی سے متعلق حکومت کو "منفیہ" مشورے دے رہے ہو!

(۲) ان [illegible] کو تحفظ کے لئے جو حیدرآباد چھوڑ کر [illegible] گجرات اور بمبئی واپس ہونا چاہتے ہیں کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے شاندار [illegible] کی تیاریاں ہو رہی ہیں؟

امریکہ اور انگلستان کے بعض اخبارات میں اس امر پر شور مچایا جا رہا ہے کہ حالیہ جنگ نے عورتوں اور مردوں کی آبادی کے باہمی تناسب کو بگاڑ دیا ہے۔ چنانچہ ایک اخبار لکھتا ہے کہ صرف امریکہ میں [illegible] لاکھ لڑکیاں ایسی ہیں جنہیں بغیر شوہر کے زندگی گذارنی پڑے گی۔

واقعی افسوسناک امر ہے لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ افسوس کس کو کرنا چاہئے — مردوں کو یا عورتوں کو؟

برنارڈ شا نے پان [illegible] کانفرنس کی روداد کو پریوں کی کہانی سے تعبیر کیا (ایک خبر)

اچھا ہوا کہ شاہ صاحب موصوف ہندوستان میں موجود نہیں ہیں ورنہ حضرت آغاخان کی سیر کرنی پڑتی۔

نواب سر مہدی یار جنگ بہادر نے مجلس وضع قوانین میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

"دستوری اصلاحات میں ہم کسی دوسری ریاست سے پیچھے نہیں رہے!"

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر مشیر دکن نے تحریر کیا ہے:۔

"بعض چھوٹی اور بڑی ریاستوں میں ذمہ دارانہ حکومت کا کامل طور پر نفاذ عمل میں آچکا ہے"

کامل طور پر [illegible] نفاذ [illegible] پیچھے رہنے کی کوئی بات نہیں۔ [illegible] یونان میں [illegible] ہو رہی ہے۔

عثمانیہ یونیورسٹی سائنس کے طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر شاہ [illegible] نے فرمایا:۔

"زبان کے اختلاف اور مختلف مذہبی روایات کے باوجود ہم ایک قوم ہیں!"

مثلاً انگلستان کے باشندے ایک قوم [illegible] اس لئے کہے جاتے ہیں کہ ان کی زبان مختلف اور ان کے مذہبی روایات مختلف ہیں۔ ۔ ۔ وہ ڈاکٹر صاحب واہ! واہ! [illegible] کی قسم کا جواب ہے!!

اگر [illegible] اور مسلم لیگ کے نمائندے مرکز کی حکومت کی ایک مشترکہ تشکیل پر متفق ہو جائیں اور صوبوں میں مشترکہ وزارتیں بھی بن جائیں لیکن ۱۹۳۵ء کے [illegible] اساسی اپنی جگہ قائم رہے اور وائسرائے اور گورنروں کو ویٹو کے اختیارات بھی حاصل رہیں اور فوج، پولیس، [illegible] اور سیاسیات کے محکمے [illegible] اختیارات کے ماتحت رہیں اور سیول سروس کا [illegible] قائم رہے تو ان مشترکہ وزارتوں کی حیثیت کیا ہوگی؟ (پیام)

دس سال پہلے معاصر محترم نے ۱۹۳۵ء کے دستور کی [illegible] آج دس سال کے بعد وائسرائے اور گورنروں کے ویٹو کے اختیارات اور سیول سروس کا [illegible] نظر آ رہا ہے۔ [illegible] کیا معاصر محترم کو دس سال [illegible] مصلحت وقت کا [illegible] بہرحال معاصر محترم [illegible] اب سرراہ [illegible] گئے ہیں۔

قرون اولیٰ میں [illegible] کی صلاحیت [illegible] موجود تھی۔ عورتیں میدان جنگ میں ساتھ ہوتیں [illegible] ان کے ذمہ چار کام ہوتے۔ کھانا پکانا [illegible] زخمیوں کی مرہم پٹی، میدان کارزار سے زخمیوں کو [illegible] اور گھوڑوں پر چڑھ کر بہادری سے مقابلہ کرنا۔ (مولانا سلیمان ندوی)

اور آج یہ حالت ہے کہ ہماری عورتیں [illegible] جنگ دیکھنے کے لئے میدان تک نہیں جا سکتیں۔

آل انڈیا ریڈیو اور زبان کا مسئلہ

زبان کے متعلق جس کمیٹی کا ذکر پچھلی اشاعت میں ہو چکا ہے اس کا اجلاس ۱۰ فروری کو آنریبل سر سلطان احمد صاحب ممبر اطلاعات اور براڈ کاسٹنگ کی صدارت میں ہوا۔ انجمن ترقی اردو کی طرف سے ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب الہ آباد یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اور ہندی زبان کا ایڈیٹر اس کمیٹی میں شریک ہوئے اور ہندی ساہتیہ سمیلن کی طرف سے بابو سمپورنانند صاحب آنند کوسلیاین جی اور پنڈت مولی چند شرما شریک ہوئے کمیٹی شروع ہونے کے پہلے سر سلطان احمد کے دفتر سے کچھ اور مثالیں بطور سوالوں کے بھیجے گئے تھے جن کے جواب دونوں طرف سے بھیج دئے گئے تھے۔ دفتر کو دو صفحے کی خبریں بھی انگریزی میں بھیجی گئی تھیں اس درخواست کے ساتھ کہ جس زبان میں آپ چاہتے ہیں خبریں براڈ کاسٹ ہوا کریں اسی میں اس کا ترجمہ کر دیجئے انجمن نے تو وہ ترجمہ بھیج دیا لیکن سمیلن کے نمائندوں نے نہیں بھیجا اس مشکل کو ٹالنا ہی خیال ہو گا۔ وجہ یہ ہو کہ ان کو خوف تھا کہ اگر ان ترجمے کی زبان پر بحث ہوئی تو ٹھیک نہ ہو گا۔ آنریبل سر سلطان احمد کی توجہ اور مشفقانہ سلوک سب ممبر کمیٹی بہت ممنون ہوئے اگرچہ کسی وقت گرمی اور تیزی آئی مگر فریقین جلد ہی سنبھل گئے۔ ہماری طرف سے اس پر زور دیا گیا کہ خبریں وغیرہ جو ملکے کی طرف سے براڈ کاسٹ ہوتی ہیں ہندوستانی زبان میں ہوا کریں جس کی زبان میں ضروری اصلاح کی جائے۔

سمیلن کے نمائندوں کی یہ کیفیت تھی سمپورنانند جی، وہ تو اعتدال پسندی کی طرف مائل تھے کیسلیاین جی اپنے مطالب میں خلاصے تیز تھے لیکن شرما صاحب کے مطالبے اول سے آخر تک وہی تھے جو مسٹر شکلا کی تالیف "پالیسی آف آل انڈیا ریڈیو" کے مضمون کو زینت دے رہے ہیں (اس کتاب کو ہندی ساہتیہ سمیلن الہ آباد نے شائع کیا ہے) ان باتوں کے علاوہ زبان کے متعلق ان کی رائے یہ تھی کہ آل انڈیا ریڈیو کا دفتری براڈ کاسٹ سنسکرت آمیز ہندی اور اردو میں الگ الگ ہوا کرے اور ہندوستانی کو یک قلم ترک کر دیا جائے یہی اس کتاب میں لکھا ہے جس کا ابھی ذکر ہوا۔

بہت سے دلچسپ معترضہ جملے بھی بحث کے دوران میں کہے گئے مولوی صاحب کے ساتھ شرما صاحب کے اس بے سرو پا قول پر کہ تمام ہندوستانی زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں ہماری طرف سے کہا گیا کہ یہ دعوے علم السان کی تحقیقات کے بالکل برعکس ہے۔ ہندو مستشرقین اور یورپ کے عالم اس پر متفق ہیں کہ پراکرت سنسکرت سے پہلے تھی اور ساری سوبائی بھاشائیں پراکرت ہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ سنسکرت اسی کی منظم اور ترقی یافتہ

ہوئی زبان ہے کہ اس سے آگے زبان نشو و نما نہیں پا سکتی اور اسی وسعت کی وجہ سے وہ زبان عام لوگوں کی زبان نہ بن سکی۔ اور دوسرے جواب میں کہا گیا کہ ہندی اردو کے ساتھ مذہب کا نام لینا ہے کل ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی زبان سنسکرت اور مسلمانوں کی عربی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ انہیں بتایا گیا کہ وہیں پراکرت ہے اور وہیں سنسکرت۔ ہندی پراکرت سے نکلی جیسے اردو۔ اس لئے ہندی اور ہندوستانی میں دیس کہنا صحیح ہے اور دیش کہنا غلط۔ مگر غلط صحیح سے کیا کام؟ شرما صاحب کی دوسرے دن کی تقریر سے پایا گیا کہ انہوں نے ایک پان آریہ سکیم بنائی ہے۔ معلوم نہیں وہ سکیم بلاد ہند کی آریہ سکیم سے کہاں تک ملتی ہے۔ افغانستان تو رہا ایران سے بھی پرے شام کے اوپر تک سنسکرت آمیز ہندی کو پہنچانے کا ارادہ انہوں نے ظاہر کیا۔

محکمہ متعلق کی طرف سے مسٹر فیلڈن نے ایک نہایت معقول اور مدلل تقریر کی۔

غرض کہ کمیٹی کا اجلاس ختم ہوا اور اب کون کہہ سکتا ہے کہ فیصلہ کیا ہو گا؟

اور بھی بہت کچھ ہوتی مگر اردو آپ ہی کی تھی۔ فرمائیے آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ ہندی والوں کے ارادے اور منصوبے آپ کے سامنے ہیں۔ ان کے ساعی بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ انہیں آپ چاہیں تو خاطر میں نہ لا کر خوش ہو لیں مگر ہماری نظر میں یہ صورت حال نہایت اہم ہے۔ ریڈیو کی زبان سے متعلق حکومت چاہے جو طرز عمل اختیار کرے لیکن آپ کو آئیں کہنا بنا چاہئے۔

بہت یاد رکھئے کہ اگر اندیشہ سامنے ہے تو اردو کے حامیوں کا فرض ہے کہ اردو کی ترویج اور ترقی کی ممکن کوشش کریں۔ اردو کی خواندگی بڑھانے میں جان لڑا دیں۔ اس کے خلاف اعتراضوں کے روکنے کی کوشش کریں۔ تعلیمی مباحثے کثرت سے کرائیں۔ نائٹ اسکول جگہ جگہ کھول دیں۔ سررشتۂ تعلیم کے افسروں اور یونیورسٹیوں کے کارکنوں سے احتجاج سے اردو کو وہ جگہ دلانے کا احتجاج کریں جو اس کا حق ہے فضول نقد و نظر اور باہمی رشک و حسد کو چھوڑ دیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کام بے غرضانہ خدمت کے جذبے اور پختہ تنظیم ہی کے سہارے ہو سکتے ہیں۔ (ہماری زبان)

پنجاب میں اردو

پنجاب میں اردو زبان کے مخالفوں کا سخرا پن کسی سے مخفی نہیں ہے کہ دن رات اردو پڑھنے اور لکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اردو کی مخالفت کرتے ہیں اور وہ مخالفت بھی اردو میں کرتے ہیں۔ ہندو اخبارات جو ہندی کے حامی ہیں لیکن لکھتے اردو میں ہیں۔ مدیر اردو کی کمائی کھاتے ہیں اور اردو ہی کی جڑ کاٹنے میں مصروف ہیں جس ہنڈیا میں کھانا اسی میں چھید کرنا اسی کو کہتے ہیں۔

سکھوں کے اخبار "ادیت" ہر وقت پنجابی زبان کا ڈھول پیٹتا رہتا ہے لیکن شائع اردو میں ہوتا ہے اس نے اپنے ایک تازہ مقالہ افتتاحیہ میں رونا رویا ہے کہ مسلمان اردو کے حامی ہیں اور ہندو ہندی کے پریم سے سرشار ہیں۔ لیکن پنجابی کا سکھوں کے سوا کوئی پرسان حال نہیں۔

"ادیت" نے پنجابی زبان کی اس بےبسی اور بیکسی پر غور نہیں فرمایا کہ سکھوں کے اخبار بھی اردو ہی میں نکلتے ہیں۔

مسلمانوں کا معاملہ تو صاف ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ملک کی قومی زبان اردو ہے۔ لہذا وہ اردو میں اخبارات شائع کرتے ہیں اور اردو ہی کی حمایت کرتے ہیں ہندو اور سکھ کل تو یہ مسلمانوں سے تنفر ہیں کیونکہ اردو کو سب کی مشترکہ زبان سمجھ کر اسی زبان میں اپنے اخبارات شائع کرتے ہیں۔ لیکن اسی زبان کی مخالفت بھی کرتے ہیں اور قول و فعل کے اس فرق پر غور نہیں فرماتے۔

"ادیت" کا دعوی ہے کہ پنجابی کے حامی تمام سکھ ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ "ادیت" کن لوگوں کے لئے شائع کیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس اخبار کی کوئی ضرورت نہیں تھی یہ جاری ہوا تو سکھوں کے لئے پھر کیا وجہ ہے کہ پنجابی میں جاری نہ ہوا؟ آپ پنجاب، پرجانت اور بھارت اور "ادیت" کا وجود ہی ہمارے اس دعوے کی دلیل ہے ہم سب کی زبان اردو ہے اور پنجابی محض ایک گھریلو بولی کی حیثیت رکھتی ہے جو پنجاب کے ہر ضلع میں ایک الگ محاورات کی مالک ہے

سندھ والوں کی بولی سندھی ہے لیکن اخبارات وہاں بھی اردو ہی میں شائع ہوتے ہیں صوبہ سرحد کی بولی پشتو ہے لیکن اخبارات سب کے سب اردو میں نکلتے ہیں۔ خواہ کسی اخبار کو مالک مسلمان ہو خواہ ہندو کشمیریوں کی بولی کشمیری ہے لیکن کشمیر میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہندوؤں اور مسلمانوں کے جتنے اخبارات نکلتے ہیں سب کے سب اردو میں۔ "مارتنڈ" "زمیندار" "سیاست" "جمہور" "ہمدرد" "اصلاح" "بہار" "کشمیری پنڈت" "وغیرہ" "کیسری" "ہمدم" "پیغام" "مسلم" کانفرنس کے اخبارات ہیں لیکن سب کی زبان اردو ہے۔

جو لوگ کشمیری، سندھی، پشتو اور پنجابی کو تحریری اور اخباری زبان بنانا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ پہلے تمام اردو کے اخبارات کو بند کر کے ان بولیوں میں اخبارات نکالیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اس سے تمام جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ صوبہ سرحد اور پنجاب اور سندھ کے رہنے والے کشمیری بولی کی زبان کشمیری سندھی پنجابی اور سرحد کی پشتو [illegible]

مسلمان اور علم طب

از

ڈاکٹر محمد ابواللیث صدیقی صاحب مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

اسلام فیض اور برکت کا ایسا چشمہ تھا جس نے اپنے اور غیروں کے علوم و فنون کی آبیاری کی۔ جو کچھ عربوں کے پاس تھا اسے معراج ترقی پر پہنچایا تو قدرتی امر تھا لیکن جو علم و حکمت دوسرے ملکوں میں مخالف حالات اور ناسازگار آب و ہوا کی بدولت مٹ رہی تھی اسے دوبارہ زندہ کیا۔

چنانچہ اس مختصر مقالے میں اسلام کے فیض اور برکت کی صرف خدمت خلق کے ایک اہم شعبے یعنی طب میں مسلمانوں کے کارناموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

زندگی اور بیماری کا چولی دامن کا ساتھ ہے چنانچہ نیم متمدن اور غیر مہذب اقوام میں جڑی بوٹی اور جھاڑ پھونک سے علاج معالجہ کا رواج پایا جاتا ہے اور یہی حال ظہور اسلام سے قبل عربوں کا تھا لیکن جن علوم میں عربوں نے سابقین کے کارناموں کو بے نور کر دیا ان میں طب بھی ہے۔ مسلمانوں میں علم طب یونان سے آیا اور اس کی اشاعت زیادہ تر ان ذرائع سے ہوئی ایک طرف سریانی اور دوسری طرف ایرانیوں سے جو یونان سے ربط رکھتے تھے فن طب کا خیال اور اس کی طرف توجہ پیدا کی۔ چنانچہ سابقین حکمائے یونان کے مشہور اور اہم تصانیف کا عربی میں ترجمہ ہوا۔ مسلمانوں نے اس فن کی جس طرح سرپرستی کی اس کا اندازہ صرف اس امر سے ہی کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان سلاطین اور امرا کے دربار میں مختلف ادوار میں اکثر طبیبوں کے نام نظر آتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اچھے طبیبوں کی مصاحبت میں امرا ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ مسلمانوں سے پہلے علم طب کی تحصیل کے دو سب سے بڑے مرکز اسکندریہ اور جندی شاپور میں تھے چنانچہ موخر الذکر مرکز سے تعلق رکھنے والے طبیبوں میں بخت یشوع کا خاندان تھا جس نے خلفائے عرب کے عہد میں بڑا نام پیدا کیا۔ چنانچہ رسول اللہ کی شہرت سے قبل حارث بن کلدہ نے جو طائف کا رہنے والا تھا فارس میں جا کر علم طب کی باقاعدہ تحصیل کی اور اس کو عرب طبیب العرب کہتے ہیں۔ نضر بن حارث اس کا بیٹا تھا اس نے بھی اپنے باپ کی طرح اس فن میں بڑا نام پیدا کیا۔ امیر معاویہ کے عہد میں جب دمشق پایہ تخت مقرر ہوا تو ابن اثال ایک عیسائی طبیب نے بڑی شہرت پائی۔

یونان کے اطبا اور حکما میں سے مسلمان بقراط اور جالینوس سے سب سے پہلے واقف ہوئے۔

ابن رقی عیسیٰ بن یحییٰ اور عبدالرحمٰن بن علی نے بقراط کی اکثر تصانیف کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ جالینوس کی تصانیف میں فیثاغورث کے علاوہ وہ تین کتابیں ہیں، کواکب کی تحقیق میں ایک رسالہ تشخیص میں، جو دو کتابیں علاج میں ہیں۔ ایک کتاب حجامت پر، ایک بیض پر، اور بعض دوسری کتابیں ترجمہ کیں۔ جالینوس نے بقراط کی جو شرحیں لکھیں ان میں سے وہ شرح جو ان کی ایک کتاب سے متعلق ہے وہ بھی عربی میں ترجمہ ہوا۔

بنو امیہ کے عہد میں علم طب کی ترقی جاری رہی چنانچہ اس خاندان کے تیرہ ستارہ ولید بن عبدالملک نے سب سے پہلے شفا خانہ کی بنیاد ڈالی جو ۸۸ ہجری میں ان کی ترتیب ہوا۔ دولت عباسیہ کے آغاز تک اس فن کو اتنی ترقی ہو چکی تھی کہ جندی شاپور کے طبی مرکز کے مہتمم جرجیس کا نام جاتا ہے۔ اس نے سریانی زبان میں ایک کناش کی جس کا عربی ترجمہ حنین بن اسحاق نے کیا۔ عباسیوں کے دور آخر میں مکر کا عروج تھا اور اسی زمانے تک کے اسلامی شفاخانوں میں جگہ پائی۔ ہارون کے دربار کے طبیبوں میں ماسویہ سب سے ممتاز تھا۔ وہ ایک عیسائی طبیب تھا اور اسی کے سپرد یہ خدمت کی گئی کہ وہ قدیم یونانی زبان سے طبی کتابوں کے تراجم بہم پہنچائے۔ بغداد میں علم طب کی تحصیل کے لئے جو دانشگاہ کھلی ماسویہ وہاں درس دیتا تھا۔ علی بن ربن ایک مسیحی عیسائی تھا جو خلیفہ معتصم کی ملازمت میں تھا اس نے جالینوس کی کتاب کی ایک شرح لکھی۔ علی بن عباس آتش پرست طبیب تھا لیکن آل بویہ میں سلطان عضد الدولہ کا ندیم و ہمراز تھا اور اس نے اسی سلطان کے لئے ایک کتاب علم طب میں تصنیف کی۔ سنان جو فرقہ عیسائی سے تعلق رکھتا تھا اس عہد کا دوسرا نامور طبیب ہے یہ پہلا طبیب ہے جس نے علم طب کے باقاعدہ امتحانات اور سند جاری کرائیں۔ ان کے ماتحت طبیبوں کو باقاعدہ تحصیل علم کے بعد امتحان میں شریک ہونا پڑتا تھا پھر انہیں سند مرحمت ہوتی تھی جس میں ان کی صلاحیت کی تصدیق اور حاذق کی تشخیص ہوتی تھی یہاں انہیں اپنے پیشہ کی اجازت تھی۔ اس زمانہ میں صرف بغداد میں ۸۶۰ سند یافتہ طبیب موجود تھے اور ایک کثیر تعداد ایسے حاذق طبیبوں کی تھی جن کی شہرت اور حذق کی بنا پر امتحان اور سند سے مستثنیٰ کر دیا۔ شیخ سنان کا انتقال ۹۴۳ء میں ہوا۔

لیکن مسلمانوں نے خود بھی اس فن میں بڑی ترقی کی۔ قدیم طبیبوں میں رازی کا نام سب سے پہلے نظر آتا ہے جس کی تصانیف میں الحاوی اور المنصوری بہت مشہور ہیں۔ موخر الذکر کتاب سامانی سلطان منصور کے نام معنون کی گئی ہے۔ رازی ایک عرصے تک رے کے ہسپتال کا مہتمم تھا اور بعد میں بغداد کے سرکاری ہسپتال میں اسی خدمت پر مامور ہوا۔ ان ہسپتالوں کے سلسلے میں ایک مغربی مصنف لکھتا ہے: "حکومت کے زیر نگرانی باقاعدہ اور منظم ہسپتالوں کا قائم کرنا مسلمانوں کی علوم سائنس اور علم طب میں اعلیٰ قابلیت کا ثبوت ہے۔" اس کے علاوہ شبلی نعمانی نے اپنے ایک مقالہ میں ان ہسپتالوں کا مفصل حال لکھا ہے۔

رازی کے بعد سب سے نمایاں نام شیخ الرئیس بوعلی سینا کا ہے۔ قانون اس کی تصانیف میں سب سے اہم ہے اور قرون وسطیٰ میں اس فن کی تصانیف میں سب سے زیادہ ضخیم ہے اور پانچ ضخیم طبقات میں ہے۔

قدمائے مغرب میں ابن بغداد اور ابن طفیل مشہور طبیبوں میں تھے۔ ابن رشد ابن طفیل کا جانشین ہوا۔ اس نے کلیات کے نام سے جو کتاب لکھی وہ شہرت میں شیخ الرئیس کے قانون سے بازی لے گئی۔ ہسپانیہ کے مسلمان طبیبوں میں ابن زہر کا خاندان بھی بڑا نامور ہوا۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ یونانی علوم و فنون یورپ میں رازی بوعلی سینا اور ابن رشد کے واسطے سے زندہ ہیں اور اس طرح جس شمع پر آج خردمندان مغرب کو ناز ہے وہ ہم نے روشن کی ہے لیکن آج ہمارا کیا حال ہے۔ ذیل کے نقشے سے ہم اپنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

	تناسب	کل تعداد
مسلمان ڈاکٹر	۱۰ میں ۱	۲۵۰۰
مسلمان نرسیں	۵ میں ۱	۳۰۰
ہیلتھ وزیٹر	۵ میں ۱	۲۵
قابلہ	۱۰ میں ۱	۳۰۰
سند یافتہ دواساز		
دندان ساز	۲ میں	

کیا اس مطالعہ کے بعد بھی ہم غفلت کی نیند سے بیدار ہونا نہیں چاہتے۔ مسلمان اب بھی پیچھے رہ سکتے ہیں۔

اب مسلم یونیورسٹی میڈیکل کالج کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

افلاس، جہالت اور امراض کا انسداد

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

...سوچ سکتے ہیں کہ آنے والے سال حالت گذشتہ سے بہتر ہوں گے۔

میں اس سے قبل عرض کر چکا ہوں کہ خوش حالی ... کسان اور مزدور دونوں کے ساتھ اس زمانہ میں رونما ہونے والے حوادث نے ہماری معیشت کو ان دونوں متاثر کیا اور ... ایک خطرہ ہے۔ ہمارے کاشتکاری سسٹم میں ... کہ اضافہ ہو سکیں ... اخراجات و مشکلات کی ترجیحی ... کے اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ افراد ... سبب سے متعدد اہم تدابیر اختیار کئے گئے ہیں ... محصول زائد منافع کا قانون نافذ کیا گیا۔ جس کی چند ... تفصیلی ترمیمات آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ علاوہ ... کی بڑائی اور کمیٹیوں کے قیام پر نگرانی

پیداوار میں ترقی۔

...اشیاء ضروری کی فراہمی ... میں ... کی وجہ سے ... کی ایک تعداد کی جا رہی ہے۔ ایک "قرضہ ترغیبات" ... جاری کیا گیا ہے۔ نیز کم مدتوں کے لئے قرض حاصل کئے ... قرض سے ضروری کا طریقہ رائج کیا گیا ہے۔ ... اور سونگھنی جیسی منافع بخش اشیاء کی کاشت کو ... کرنے کی غرض سے ایک حکم نافذ کیا گیا ہے۔ اس حکم ... ذریعہ ان اشیاء پر ایک زائد محصول عائد کیا گیا ہے اور ... میں ان کی فروخت پر ایک محصول عائد کرنے کی بھی تجویز ... کی گئی ہے۔ تمباکو اور نباتاتی گھی پر ایکسائز ڈیوٹی لگا دی ... ہے۔ علاوہ ازیں لازمی پس اندازی کی اسکیم کا نفاذ ... میں آگیا ہے جس کی رو سے جملہ اشخاص کو جن کی ... ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ ہے اس بات کا پابند کر دیا ... ہے کہ وہ ایک بڑھتی ہوئی شرح کے مطابق یعنی ... فیصد سے ... فیصد تک اپنی آمدنی کا ایک حصہ ... بطور ... جمع رکھیں۔ جن کی آمدنی سکات اور دیگر مسلم ... میں پس اندازی جن میں ... شامل ہے ... پس اندازی کے لئے ... نہیں کئے جائیں گے ... جو رقم جمع ہوگی اس پر ... فیصد کی شرح سے سود ادا کیا جائے گا اور یہ رقم جنگ کے دو سال ... نفاذ حکم کے پانچ سال بعد جو بھی پہلے واقع ہو واپس ... ہوگی۔ محصول زائد منافع کی آمدنی پر ... فیصد ... کی جا رہی ہے اس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

اصلاح ریاست کی آمدنی میں ... ہوئی آمدنی ... سے ... ہوئی ... ریاست ... برسوں کے پچھلے کے زیادہ آمدنی ... ہوئی اور ... کے کس ... میں تبدیل ... مثلاً ... کا اضافہ کیا گیا۔ ہماری ... اور دیگر معاشی ضرورت پر

زیادہ ... معاوضت ہوئے۔ نیز ان ساری تدابیر سے زیادہ ... ہوا جو جنگ کے ... اختیار کرنی پڑیں اور جن میں ایک بڑا حکمہ ... کا قیام بھی شامل ہے۔ قومی تعمیر کے کاموں کے لئے ... تعلیم اور عام تعلیم کی جو ... لگی توسیع ... صحت عامہ کی ... اور طبی اور صحت عامہ کی ... سہولتوں کی فراہمی نیز ما بعد جنگ کی ضروریات کے لئے بڑے بڑے منصوبوں کے تحت ... کرنے کی غرض سے کثیر رقوم مختص کر دی گئی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے شعبہ میں جامعہ عثمانیہ کے تحت ایک ... کالج کے قیام کے لئے ... لاکھ روپیہ منظور کئے گئے علاوہ ازیں جامعہ مذکور میں فنی کیمیا ... اور علم تجارت کے جدید شعبے بھی قائم کئے گئے۔ نیز جامعہ میں معدنیاتی انجینئری کا ایک جدید شعبہ قائم کرنے کے لئے ... لاکھ روپیہ کی گنجائش مہیا کی گئی ہے۔ معاشی اور صنعتی تحقیقات میں جو امور خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں ان میں سے ایک مرکزی صنعتی تجربہ خانہ کا قیام ہے جس کے لئے ... لاکھ روپیہ کی منظوری دی گئی ہے۔ دوسرا اہم کارنامہ حیدرآباد ... کمپنی کے حصص کی خریدی ہے ... کا ... تیسرے حکومت سرکار عالی اور ... کے مابین دریائے تنگبھدرا کے پانی کے حصہ دار ... کا معاہدہ ہے والا شان شہزادہ ... عنقریب اس پراجیکٹ کا افتتاح فرمائیں گے۔

میں نے ابھی آپ سے ایک مسودہ قانون ... کا تذکرہ کیا۔ آج کے موجودہ اجلاس میں آپ کے روبرو جو مسودات قانون پیش ہیں ان میں بعض بہت اہم ہیں۔ برطانوی ہند کے قانون اور تجربے نیز مقامی حالات کی روشنی میں جو مسودہ قانون جنگلات مرتب کیا گیا ہے وہ ایک بڑی ضرورت کو پورا کرے گا اور کئی اعتبار سے قانون سازی کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ مسودہ قانون اطفال بھی اسی طرح ایک دیرینہ ضرورت کی تکمیل میں پیش کیا گیا ہے اور اس صحیح ذریعہ کو واضح کرے گا جو ... کم عمر مجرموں کے ساتھ اختیار کیا جانا چاہئے۔ آپ کو اس امر سے یقیناً اتفاق ہوگا کہ معمولی سزائیں ان کمسنوں کے لئے موزوں نہیں ہیں جن کے دماغ ابھی پختہ نہیں ہوئے ہیں اور جن کو ... اور تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے ... جن کو ... جرائم پیدا ہونے پائے ... امداد اشخاص کے مسئلہ میں یہ دیکھا گیا کہ جماعت ... امداد و شمار ... کا رائج الوقت طریقہ بہت ناقص ہے اور اس لئے اب اسے صحیح اصول پر منضبط کرنے کے لئے ایک مسودہ قانون اسی موضوع پر آپ کے روبرو پیش ہے ... بر حاوی ہوگا ... کے ذریعہ ایک باقاعدہ ... محصولی ... مسودہ قانون کے ذریعہ سے اس وقت آپ کے ... ہے ... ہونے کی استطاعت رکھتے ہیں وہ اس کے ...

کے ساتھ ساتھ ایک خفیف ... مزدوری برداشت ... مملکت کی ملی ضروریات کے پورا کرنے میں مدد ... شاملات تجارت کی رجسٹری کا موجودہ طریقہ ... پایا گیا ہے اور اس موضوع پر ایک مسودہ قانون کے ذریعہ سے اب کوشش کی گئی ہے کہ یہاں بھی ویسی ہی صورت قائم ہو جو برطانوی ہند میں اس وقت ... برطانوی ہند کے قانون کی طرح ہمارے مسودہ قانون میں بھی برطانوی ہند اور دیگر ریاستوں کے ساتھ ... عمل مساوات کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ سب سے اہم مسودات قانون تو وہ ہیں جو ... کے ... اور ٹریڈ یونینوں کے متعلق ہیں۔ ان میں سے پہلے مسودہ ... کا منشاء یہ ہے کہ ... صاحب ... کے تعلقات کو منضبط کیا جائے اور ... کے تحفظ میں ... کیا جائے ... نقصان سے محفوظ کیا جائے۔ ٹریڈ یونینوں کے متعلق جو مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے اس سے حکومت سرکار عالی کا یہ منشا ظاہر ہوتا ہے کہ اس تحریک کی مدد کی جائے چنانچہ اس کے صحیح اصولوں پر کام کرنے اور اس کی قانونی حفاظت کے لئے یہ مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے ... اور اجرت ... مستفید ہو سکتے ہیں۔ ... بہتری ... تھا جو اہم ... آپ کو متوجہ ... جو کچھ ... اب ... ہے۔

ہم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں خواہ اس کا تعلق مستقبل قریب سے ہو یا ما بعد جنگ کے زمانہ سے ... اہم امور ... پیش نظر رہتے۔ واضح ... ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ یہ مملکت جنگ کے بعد ... ایک ... کے ... قریب ہو جائے ... ایسی مملکت بن جائے جو ایک ترقی پذیر معاشی ضروریات کو پورا کر سکے ... اس وقت تک ایک ترقی پذیر جماعت ... نہیں کر سکتی جب تک اس کی زندگی ... اس وقت ہماری ریاست ... برطانوی ... ہے۔ چنانچہ ہمارا مقصد ... چاہئے کہ ... عدالت ... جو ... اور ... اس کی ... ان مشکلات پر قابو پایا ... کے ... خواہ اس ملک کے وسائل ... ہوں۔ ... ان مقاصد کے ... نتائج کے پیدا کرنے کے لئے ... موجودہ ... قانون ... سرکار ... تعلیم کا سوال ... ہم نے ... نیز صحت عامہ کی ... تعلیم ... خواندگی کی اشاعت ...

اس دائرہ عمل کی تکمیل تو فوری طور پر ممکن نہیں ہے اور نہ ہمارے موجودہ وسائل اس کے متحمل ہیں۔ اول یہ کہ کوئی شعبہ جات میں سے کسی شعبہ میں بھی کمی پوری ہے۔ رہا یہ بات کہ ابتدا میں ہمیں بہت زیادہ عملہ اور بہت سے ساز و سامان کی ضرورت ہے اس سے جائے پیدا ہم یہ ہونا چاہئے کہ ہر ایک کو اس کے لئے ضروری ساز و سامان دے سکیں۔ دوسرا سبب [illegible] کہ تجویز کے مختلف شعبوں میں اخراجات ادا کئے جائیں کوئی تدریجی طور پر کئی سال میں پوری کی جائے۔ یہ [illegible] ہے کہ ہم کو آئندہ آمدنی کے نئے ذرائع پیدا کرنے پڑیں گے اور ساتھ ساتھ وسائل کو ترقی

داخلی امور سے بحث کرتے ہوئے ہز ہائینس نے [illegible] ہر طبقہ جاگیرداران کے خاندانوں کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر ان کو کوئی نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ چونکہ میں خود اس طبقہ سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے میں جو کچھ کہوں گا اس میں انہیں یہ غلط فہمی نہ ہوگی کہ میرے خیالات ان کے لئے کوئی ہمدردی نہیں ہے بلکہ اس کے بالکل برخلاف اگر میں اس موقعہ پر ایک اخلاقی موضوع پر بحث کروں تو اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ میں جاگیرداروں کی بہتری کا دل سے متمنی ہوں۔ اس طبقہ نے کسی نہ کسی حیثیت سے دولت کی نمایاں خدمت انجام دی ہے۔ زمیندار اور دولت مند طبقہ تمدن کے نمائندے رہے ہیں بلکہ شائستگی بلند پایہ تہذیب علوم و فنون کی سرپرستی اور رعایا کی بہبودی ان میں جاری تھی اور وہ شاہی وفاداری میں اپنی رعایا کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ ملک و ملت کی وفاداری اور جانثاری تو ان کے اجداد کا ایمان ہی رہی۔ مناصب اور مراعات سے آج وہ مستفید ہو رہے ہیں وہ ان کے فرائض کی [illegible] خوشنودی کا صلہ ہیں جو ان کو شاہی خدمات کے عوض ہوئے لیکن موجودہ دنیا کا رنگ بدل گیا ہے اور موجودہ زمانہ کے معاشی خیالات ایسے قائم ہو گئے ہیں کہ ایسے مناصب اور مراعات کو موجودہ دور کے جو مقتضیات ہیں [illegible] یا جانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ انگلستان میں اگرچہ جاگیردار طبقہ کے افراد ابھی تک ادب و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں اور نہ صرف حکومت بلکہ صنعت و حرفت سیاسیات اور دیگر شعبہ ہائے زندگی میں ایک مرتبہ رکھتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کا جاگیردار طبقہ انقلابات وقت و حالات زمانہ سے واقف رہا اور اپنی تعلیم و تربیت کے ذریعہ اس نے اپنے آپ کو اپنی قوم کی خدمت کے لئے تیار کیا۔ پھر اپنے ہم وطنوں کی خدمت میں وہ کسی دوسرے طبقہ سے کم نہیں رہے۔ [illegible] حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے ہم [illegible] ان کے فرائض کی تکمیل میں مدد دینا چاہئے [illegible] باہمی معاونت [illegible] دوسرے کسی شعبہ سے کہیں زیادہ [illegible] کی خدمت ہوگی۔

حیدرآباد کا جنگی ہفتہ

زیر سرپرستی حضرت شہزادی صاحبہ ہزہائینس پرنسس آف برار

شاندار فضائی اور ارضی مظاہرے

بمقام

طیارہ گاہ بیگم پیٹھ بتاریخ ۴ / مارچ ۱۹۴۵ء پروازی پروگرام ۵ بجے شام کو شروع ہوگا

اس قابل دید مظاہرہ کو ضرور دیکھئے جو حیدرآباد میں اپنی نوعیت کا پہلا مظاہرہ ہوگا۔ جدید ترین نمونہ کے طیارے اس مظاہرہ میں حصہ لیں گے باترتیب پرواز اور فضائی کرتبوں میں جنگی اور بمبار طیارے شریک ہوں گے مختلف قسموں کے نہایت دلچسپ ارضی مظاہرے بھی ہوں گے جن میں آگ بجھانے اور ارضی تربیت سے متعلق متعدد امور بھی شامل ہیں۔

عوام چار آنے دے کر طیاروں اور ارضی ساز و سامان کو دیکھ سکیں گے۔ طیارہ خانہ اور ارضی ساز و سامان دیکھنے کا مقام ۴ تا ۶ ساعت شام کھلے رہیں گے۔

اشیاء خورد و نوش واجبی قیمت پر دستیاب ہو سکیں گے۔

حیدرآباد کے ٹاؤن ہال اور سکندرآباد کلب میں دس روپے اور پانچ روپے والے ریزرو ٹکٹ فروخت کئے جا رہے ہیں۔ غیر مخصوص کردہ جگہ کے لئے ایک روپیہ اور آٹھ آنے والے ٹکٹ صرف طیارہ گاہ کے دروازہ پر ہی مظاہرہ سے قبل سہ پہر میں دستیاب ہو سکیں گے۔

کیونکہ اگر ہندوستان کی معاشی ترقی مقصود ہے تو برطانوی ہند کی ضروریات کے ساتھ ساتھ ہندوستانی ریاستوں کی ضروریات کو بھی واجبی اہمیت دینی ہوگی اور مستقل طور پر مسلسل باہمی مشاورت کا طریقہ رائج کرنا ہوگا جس کے ذریعہ سے دونوں کی ضروریات اور دونوں کی سیاسی اور انتظامی وحدتوں کا احترام مد نظر رکھتے ہوئے باہمی امداد و تعاون اور زیادہ سے زیادہ اتفاق حاصل ہو سکے۔

مسلم لیگ سے کمیونسٹوں کو علیحدہ کرنے کی تجویز

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جگہ نہیں

اسی احساس کا نتیجہ ہے کہ مسلم لیگ کے دہلوی ترجمان میں مسٹر جوشی کے ان بیانوں کے جواب جو ایک اشتراکی اخبار میں انہوں نے لکھا تھا صاف طور پر کہا گیا ہے کہ [illegible] کمیونسٹوں کے لئے مسلم لیگ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور ان لوگوں کو [illegible] ہو جانا ہے۔

کمیونسٹوں کو ان کے فریب ہونے کے باعث قوت و اقتدار سے محروم کر دیا جائے۔ اشتراکی اور مسلمان کے مابین جو بنیادی اختلافات ہیں وہ اس امر پر مبنی ہیں کہ کمیونسٹ اور اشتراکی قرآن مجید کی پیش کی ہوئی روحانی اور شرعی قدروں کو تسلیم نہیں کرتے۔

مسلم لیگ کے ترجمان کا یہ ارشاد آنے والے دور کی ایک دھندلی سی تصویر پیش کرتا ہے۔ اگر اشتراکیوں نے جو مسلم لیگ کے اندر داخل ہو کر اس کو تباہ کرنے یا ان کے اپنے الفاظ میں اس کی اصلاح کرنے کی تدبیر پر عمل کرنا چاہتے ہیں، آگاہ اور متنبہ ہو کر اپنی منفی سرگرمیوں کو ختم نہ کر دیا۔ تو وہ دن دور نہیں ہے جب کانگریس کے موجودہ طریق کار کے تتبع میں لیگ سرکاری طور پر اپنے دروازے ان پر بند کر دے گی۔ اور جو اس کے اندر موجود ہیں۔ ان کو باہر نکالنے کا حکم بھی دے گی۔ لیکن کیا ایسا کرنا ممکن بھی ہے؟

اس غرض کے لئے مسلم لیگ کی تاریخ اس کے اغراض و مقاصد اس کے دستور اساسی۔ اس کے ممتاز ممبروں کے نصب العین پر غور کرنا پڑے گا۔ اور دیکھنا پڑے گا کہ ان کی موجودگی میں ان لوگوں کو جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور ساتھ ہی اشتراکی کہلاتے ہیں مسلم لیگ کے حلقوں سے باہر کیا جا سکتا ہے اس کے ساتھ ہی قرآن مجید کی روحانی اور شرعی قدروں کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ وہ اشتراکیوں کے متعلق کیا [illegible] نہیں بلکہ مسلمانوں کی موجودہ سیاسی جماعتوں کے اصول اور [illegible] دیکھنے [illegible]

جامعات کا نصب العین

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

تعلیم حاصل کرتا ہے۔

دنیا کی تمام ہی تعداد ... کی چار جامعات میں تعلیم حاصل کرتی ہے۔ بقیہ تعداد طلبا دوسری جامعات میں تعلیم حاصل کرتے ہیں جن میں لندن یونیورسٹی کو فضیلت حاصل ہے۔ آکسفورڈ اور کیمبرج کی جامعات کے ساتھ تقریبا بیس کالج ملحق ہیں ان جامعات میں تعلیم پانے والے طلباء کی ایک بڑی تعداد مقیم طلباء کی ہوتی ہے۔ ... ڈسٹون ... اور ... ان ہی جامعات میں تعلیم پائی ہے۔

سر والٹر نے پہلی قسم کی ان جامعات کا تذکرہ ختم کرتے ہوئے کہا کہ ان جامعات میں طرز تعلیم بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ قدیم ہندستان میں تھا اور جن میں ... طالب علم استاد کے ساتھ ساتھ زندگی بسر کرتے۔

دوسری قسم کی جامعات سے متعلق سر والٹر نے کہا کہ دوسری قسم کی جامعات اور کالج وہ ہیں جن کا ان بڑی جامعات سے الحاق ... ہے لیکن یہ ایسے طلبا کے لئے ہیں جو ان بڑی جامعات میں شرکت کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔

نیز جنگ تعلیمی تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے سر والٹر نے کہا کہ ان تجاویز کا اصل مقصد جامعی تعلیم کے معیار کو بلند کرنا ہے تاکہ ان طلبا کے معیار کو بھی بلند کیا جاسکے جو ان میں داخلہ حاصل کرتے ہیں۔ اس کے لئے اور تجویز یہ بھی ہے کہ ان جامعات اور کالجوں کو اقامتی بنایا جائے۔ ٹیوٹوں کی سہولتیں فراہم کی جائیں تاکہ انفرادی طور پر طلبا کو اساتذہ سے ربط کا موقع حاصل ہو۔ اس کے علاوہ تحقیقاتی فیلوشپ کا انتظام بھی کیا جائے گا۔ اس کے لئے کافی معاوضہ بھی دیا جائے گا تاکہ عمدہ سہولت حاصل ہوں اور ان کو بہترین استعمال بھی کیا جائے۔

برطانوی جامعات کے مذہبیات و اخلاقیات سے متعلق بیان کو ذکر کرتے ہوئے سر والٹر نے کہا کہ فی الوقت مجموعا کہا ہے۔ مذہب اور سیاست ایسے موضوع ہیں جو ... کی بجائے منافرت پیدا ہوتی ہے۔ عوام اپنے خیالات کے ... ان کے اور نو ... سر والٹر نے اس خیال کا اظہار کیا کہ طلبا کو اس کا موقع دیا جانا چاہئے کہ وہ خود اپنا فلسفہ زندگی ترتیب دیں تاکہ وہ خود اپنے خصوصی طرز فکر سے معلوم کر سکیں کہ کس طرح بہترین زندگی بسر کی جاسکے اور سماج کی زیادہ سے زیادہ اور بہتر خدمت کی جاسکے۔

سر والٹر نے کہا کہ تمام مذاہب کی بنیاد صداقت اور عقل و تدبر پر ہے۔ اور جامعات کا نصب العین یہ ہونا ہے کہ سمجھ بوجھ کی بنیادوں پر باہمی ربط قائم کیا جائے اور اسی کے ساتھ اسے کام بھی انجام دیا جائے۔ اس مقصد کی جامعات وہ افراد تیار کریں جو اعلی پیمانہ کی تعلیم کی اشاعت کریں۔ رواداری اور دوسروں کے خیالات کو ... ہوئے اس کی کوشش کریں اور معلوم کیا جائے کہ آیا اسلام اور مذہب دوسری ... ہیں یا ... نہیں ہے۔

اعلان

محکمہ صدر ناظم و معتمد کار عالی صیغہ رسد

نشان (۱۵/۴۱م) مورخہ ۱۷ فروردی ۱۳۵۰ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۳ ضمن (۱) فقرہ (ج) دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابتہ ۱۳۵۳ف صدر اعظم بہادر باب حکومت کو حاصل ہیں اعلان محکمہ رسد نشان (۱۰۴) مورخہ ۱۳۵۳ف میں حسب ذیل ترمیم کی جاتی ہے اور ان انتہائی قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جن پر کوئی تاجر یا تیار کنندہ ولو اسٹار ٹوباکو کمپنی کے سگریٹ مصرحہ ضمیمہ ذیل کو فروخت کر سکے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر کسی مقام پر سگریٹ پر کوئی مقامی محصول عائد کیا جائے تو اس مقام کے تاجروں کو اختیار ہوگا کہ انتہائی قیمت مندرجہ اعلان ہذا میں صرف اسقدر اضافہ کریں جو ایسے محصول کی پابجائی کے لئے کافی ہو۔

قسم	انتہائی قیمت فروخت بہ سکہ عثمانیہ		
	قیمت جس پر تقسیم کنندگان سے تھوک فروشوں کو مال دستیاب ہو سکے گا	قیمت جس پر تھوک فروش سے چلر فروشوں کو مال دستیاب ہو سکتا ہے	قیمت جس پر چلر فروشی سے صارفین کو مال دستیاب ہو سکتا ہے
ولو اسٹار	روپیہ آنہ پائی ۲۶ ۱۳ ۱۰ فی ہزار سگریٹ	روپیہ آنہ پائی ۲۷ ۱ ۰ فی ہزار سگریٹ	روپیہ آنہ پائی فی ڈبی ۱۰ عدد

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

اشتہار

حاضری مدعی علیہ مرتبہ محکمہ نظامت عدالت دیوانی ضلع بیدر واقع ۳ فروردی

نمبر مقدمہ ۴۵ باجلاس مولوی غازی الدین صاحب ناظم

مدعی ... بنام مدعی علیہ ...

دعوے بہ طلب نان و نفقہ

بنام ... ولد ... قوم ... عمر ... ساکن ... ملحق ... متعلقہ آباد

ہرگاہ مدعیہ نے تمہارے نام دعوی طلب نان و نفقہ سے عدالت ہذا میں دائر کیا ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ تم مفقود الخبر ہو اشتہار جاری کیا جائے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۵ امرداد کی بہشت ۱۳۵۳ف حاضر عدالت ضلع بیدر پیروی مقدمہ و جواب دہی کرو۔ بصورت غیر حاضری تمہارے حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی بعد کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۳ فروردی ۱۳۵۰ف بثبت میری دستخط و مہر عدالت کے اشتہار ہذا جاری کیا گیا۔ فقط

بدستخط سررشتہ دار

صیغہ دار

مجلہ طیلسانین

۱- مجلہ طیلسانین، انجمن طیلسانین جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کا سہ ماہی علمی و ادبی رسالہ ہے اس کا شمار حیدرآباد کے معیاری رسالوں میں ہوتا ہے اس کے دو حصے ہیں ایک حصہ عام اور دوسرا حصہ معاشیات۔

۲- عام حصہ میں ادبیات سیاسیات عمرانیات اخلاقیات نفسیات قانونیات فلسفہ دینیات اور لسانیات پر ماہرین فن کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔

۳- حصہ معاشیات صرف معاشی مسائل کے لیے وقف ہوتا ہے اس میں نظری اور عملی معاشیات پر اہل قلم کے مضامین شائع ہوتے ہیں اور موجودہ مسائل حاضرہ پر بہ حیثیت معاشی پیرایہ میں بحث کی جاتی ہے

۴- یہ رسالہ رائل سائز کے دو سو صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اعلیٰ مضامین اور اس قدر زیادہ حجم کے باوجود اس کا سالانہ چندہ عثمانی ۳ روپیہ بدل سے پانچ روپے ہے یا آنے سکہ انگریزی مع محصول ڈاک رکھا گیا ہے

قیمت فی پرچہ عہ

ملنے کا پتہ

دفتر مجلہ طیلسانین
متصل باغ عامہ
حیدرآباد دکن

مسائل حاضرہ پر منتخب کتابیں

جنگ اور اغذیہ۔ از ڈاکٹر اقبال قریشی۔ ۱۰/۰
مسئلہ غذا۔ اور قیمتوں پر نگرانی از ورنگٹ ورلیت چھا
جنگ اور مالیہ۔

ہندوستان کے زر پر جنگ کے اثرات

جنگ اور مسئلہ غذا۔ از محمد احمد خان ۰۰ از شفیق الرحمن ۰/۰

حیدرآباد کی قیمتوں پر جنگ کے تاثرات

حیدرآباد اور قیمتوں پر نگرانی از نظام الدین احمد صاحب

غذا اور قیمتوں پر نگرانی از احمد عبد المجید

حکومت اور نگرانی کا مسئلہ از اعجاز حسین خان

مکتبہ ابراہیمیہ، حیدرآباد

احمد پریس پارہ بازار میں چھپ کر دفتر حکمت سے شائع ہوا۔